خزینۂ تصوف

انسان کامل

حصہ اوّل

یعنے

الانسان الکامل

مصنفہ للعارف الربانی والمعدن الصمدانی سید عبدالکریم ابن ابراہیم الجیلانی کا ترجمہ مع مختصر تذکرہ مصنف

جسمیں

اصول و فروع و احدیت و احدیت عما۔ قلب۔ روح۔ کرسی۔ کتب آسمانی۔ فرشتگان وغیرہ کے معانی و اسرار کا نہایت شرح وبسط سے بیان کیا ہے

Checked
1987

مترجمہ

حضرت مولوی ظہیر احمد صاحب ظہیری السہوانی

سنہ ۱۹۰۸ء

مطبوعہ فیض بخش سٹیم پریس فیروزپور شہر

اوّل ۔ ۔ ۔ تعداد جلد ۱۰۰۰ قیمت فی حصہ ۱۲؎ ہر دو حصہ یکجا بلا جلد ۱۲؎ ۔ مجلد ۱۱؎

حقایق رحمانیہ کے ساتھ رقایق انسانیہ کا آسمان ہے پس جب وہ مشہد کو پورا کر لیتا ہے تو تمام پوشیدہ امور کا اُس کو علم ہو جاتا ہے اور غیب کی باتیں جو چاہتا ہے اُنپر مطلع ہو جاتا ہے۔ تیسرا برزخ تنوعات حکمیہ کا امور قدریہ کے ایجاد کرنے میں پہچاننا ہے +

پس انسان سے ہمیشہ خلاف عادات امور ملکوت قدرت میں سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ خلاف عادت امر صادر کرنا فلک حکمت میں اُسکی عادت ہو جاتی ہے۔ پس اُسکو ظاہر موجودات میں قدرت کے ظاہر کرنے کا حکم دیا جاتا ہے پس جب اس برزخ پر قادر ہو جاتا ہے تب وہ ختام میں جاتا ہے اور وہ ختام جلال والاکرام کے ساتھ موصوف ہے اور اُس کے بعد سوائے کبریا کے اور کچھ نہیں ہے اور وہ ایسی انتہاء ہے کہ جسکی انتہاء کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ اور آدمی اس مقام میں مختلف درجات کے ہیں۔ پس بعضے کامل ہیں اور بعضے اکمل ہیں اور بعضے فاضل ہیں اور بعضے افضل ہیں اور اللہ حق کہتا ہے اور وہی سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

اکسٹھواں باب

علامات قیامت کے بیان میں

اور موت اور برزخ اور قیامت اور حساب اور میزان اور صراط اور جنت و نار اور اعراف اور وہ کثیب جس پر اہل جنت نکل کر کھڑے ہوں گے ان سب چیزوں کا ذکر ہے

اب جاننا چاہیئے کہ عالم دنیاوی جس کا ہم اب ذکر کر رہے ہیں اُس کی ایک انتہاء ہے اور جسکی طرف اُسکا مرجع ہے کیونکہ وہ محدث ہے اور یہ بدیہی امر ہے کہ محدث گذر جائیگا اور اس حکم کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ پس اُسکا گذرنا اور اُسکا فنا ہونا حقیقت الٰہیہ کے سلطان کے تحت میں ہے اور حقیقت الٰہیہ اس عالم دنیاوی کے افراد کے لباس میں ظاہر ہے وہ اُسکی موت ہے وہ حقیقت الٰہیہ کہ جو ہمارے نزدیک اُن احکام سے ظاہر ہے جن کا ذکر حق سبحانہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور وہ اس وجود کے لئے ساعت کبریٰ ہے پس اُسکا ظہور ہے پھر کل افراد عالم کے لئے ایک خاص ساعت ہے کہ ساعت عامہ میں سب جمع ہونگے۔ اس لئے کہ ہر فرد کیواسطے یہ بات ضروری ہے کہ وہ اپنی خاص ساعت میں حاصل ہو۔ اور یہ حکم تمام افراد کو جو اس عالم میں

سامنے بیان کرینگے تو تجھ کو شک پیدا ہوگا اور وہ تیرے ایمان کی خرابی کا باعث ہوگا۔ پس ہم صرف ساعت صغرے کا ذکر کرتے ہیں کہ جو ساعت کبریٰ سے پہلے ہوگی۔ اب تو یہ گمان نہ کر کہ وہ دو ساعتیں ہیں بلکہ ایک ہی ساعت ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کلی کہ جو اپنے جزئیات کے ہر فرد پر واقع ہوتی ہے جیسے تو یہ کہے کہ مطلق حیوان گھوڑے اور چوپائے اور انسان وغیرہ سب نوعوں پر واقع ہے پھر بالذات لفظ حیوان ہر نوع کے ہر فرد پر واقع ہے لیکن حیوانیت بالذات متعدد نہیں ہے کیونکہ وہ ایک کلیت تامہ ہے۔ اور کلیت تامہ اپنے افراد پر بغیر تعدد کے واقع ہوتی ہے۔ پس ایسی ہی ساعت کبریٰ ہے کہ جو ہر ساعت صغریٰ پر بغیر تعدد کے واقع ہے۔ پس پہلے ہم علامات ساعت کو بیان کرتے ہیں پھر ساعت کا ذکر کریں گے۔

جاننا چاہیئے کہ ساعت صغریٰ کے بہت سے علامات اور اشراط ہیں جو ساعت کبرے کے علامات اور اشراط کے مناسب ہیں پس جیسے کہ ساعت کبرے کی ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور تو ننگے اور ننگے پیر والوں کو اور بکریاں چرانے والوں کو دیکھے گا کہ وہ محلوں میں فخر کرتے ہونگے۔ پس ایسے ہی انسان کی ساعت خاص قایم ہونے کی علامت خدا کی ربوبیت اُس کی ذات میں ظاہر ہونا ہے۔ پس انسان کی ذات لونڈی ہے اور اُسکا جننا امر خفی کا ظاہر ہونا ہے کیونکہ بچہ کا محل پیٹ ہے اور ولادت کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔ پس ایسے ہی حق سبحانہ وتعالے انسان میں بغیر حلول کے موجود ہے اور یہ وجود باطن ہے۔ پس جب اُس کے احکام ظاہر ہوئے اور عبد کی حقیقت ثابت ہوگئی تو تو اُسکا کان ہوگیا جس سے سنتا ہے اور اُسکی آنکھ ہوگیا جس سے دیکھتا ہے۔ اور اُسکا ہاتھ ہوگیا جس سے حملہ کرتا ہے۔ اور اُسکا پاؤں ہوگیا جس سے چلتا ہے۔

پس اس انسان کے وجود میں حق تعالے ظاہر ہوگیا۔ پس عالم موجودات میں تصرف کی قدرت حاصل ہوگئی۔ پس اُسکی ذات بمنزلہ لونڈی کے ہے اور حق سبحانہ کی ربوبیت کے آثار بمنزلہ اُس کے آقا کے ہیں اور اُن کا ظہور بمنزلہ جننے کے ہے۔ پھر عارف کا اسماء سے متجرد ہونا بمنزلہ ننگے پاؤں ہونے کے ہے۔ کیونکہ اسماء عارفین کی سواریاں ہیں۔ اور صفات سے اُسکا متجرد ہونا بمنزلہ ننگے حال والوں کے ہے اور اُسکا ہمیشہ انوار ازلیہ کو دیکھنا بمنزلہ بکریاں چرانے والوں کے ہے اور مجذوب کا معارف الٰہیہ پر ترقی کرنا بمنزلہ محلوں میں فخر کرنے کے ہے۔ پس جیسے کہ ظاہر حدیث سے ساعت کبرے کے علامات کہ جو وجود میں عام ہیں سمجھے جاتے ہیں ایسے ہی اُس کے باطن سے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ساعت صغرے کے علامات کہ جو انسان کے ہر فرد کے ساتھ ہیں سمجھے جاتے ہیں اور

ساعت کبرٰے کے علامات سے یہ بھی ہے کہ یاجوج اور ماجوج زمین پر ظاہر ہونگے یہاں تک کہ اُس کے مالک ہوجائیں گے۔ پس وہ پھلوں کو کھالیں گے اور دریاؤں کو پی لیں گے۔ پھر اللہ تعالےٰ اُنپر ایک رات میں ایک کیڑا بھیجے گا کہ اُس سے وہ مرجائیں گے۔ پس اُسوقت کھیتی کثرت سے ہوگی اور جڑ اور ڈالی خالص ہوجائے گی۔ اور پھل پاک ہوجائیں گے اور اللہ تعالےٰ کی حمد کیا جائیگا پس ایسے ہی ساعت صغرے کے قایم ہونے کے علامات انسان میں یہ ہیں کہ نفس فاسد اندیشوں اور مخالف وسوسوں کے جوش میں آنے سے بالذات اُس کے قادر ہونے سے پہلے جوش میں آئیگا۔ پس وہ اپنے دل کی زمین کے مالک ہو ں گے اور اپنے مغز کے پھلوں کو کھائیں گے اور اپنے بھید کے دریاؤں کو پی لیں گے یہاں تک کہ اُس کے معارف اور اُس کے احوال کا اُن میں کوئی اثر ظاہر نہ ہوگا۔ پس وہ نشہ سے ہوشیاری کی حقیقت کیطرف رجوع ہوگا پھر اُسپر عنایت ربانی نفحات رحمانی کے تحفہ لیکر آئے گی کہ خبردار ہو کہ اللہ کا گروہ غالب ہے اور خبردار ہو کہ اللہ کا گروہ فلاح کو پہنچنے والا ہے پس اُسکی ہدایت کی آنکھ میں سرمہ لگایا جائیگا۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے پس اُسوقت خطرات نفسانی فنا ہوجائیں گے اور یہ وساوس شیطانی جاتے رہیں گے اور اُسکی جگہ اللہ کے ملائکہ علوم لدنی اور نفسات روحی لیکر کمالات قلبی میں آئیں گے اور وہ بمنزلہ کھیت کثرت سے ہونے کے اور جڑا ورڈالی بنز ہونے کے ہے۔ پھر اُسکا تحقق مقام قرب میں اور اُسکا تلذذ مشاہدہ رب میں بمنزلہ اچھے پھلوں کے اور خدا کی حمد کے ہے۔ پس جس نے کہ اُسکا ظاہر ساعت کبریٰ کے علامات ہیں۔ ایسا ہی اُس کا باطن جو ہم نے بیان کیا ساعت صغرے کہ جو انسان کے ہر فرد کے ساتھ ہے اُسکی نشانیاں ہیں اور ساعت کبرٰے کی ایک نشانی یہ ہے کہ دابۃ الارض خارج ہوگا جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ یعنی جب امر الٰہی اس عالم کیطرف پھرنے کے واسطے ہوگا۔ اور یہ عالم دنیا کا آخرت کی طرف امر کا تمام ہونا ہے تو ہم اُن کے واسطے زمین سے ایک جانور پیدا کریں گے کہ وہ اُن سے کلام کریگا یعنی اُن کو اس بات کی خبر دیگا کہ اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کہ بعث اور نشور اور جنت اور نار وغیرہ ہیں یہ سب حق ہیں کیونکہ آدمی ہماری آیات سے یعنی اُن امور سے کہ جن کی ہم نے اُن کو اپنی کلام میں خبر دی ہے منکر تھے۔ پس اسی واسطے ہم نے اُن کے لئے یہ جانور پیدا کیا ہے تاکہ وہ جان لیں کہ ہم ہر چیز پر قادر ہیں۔ پس وہ اب اُس کے بعد جو چیز آئے اُسکا یقین کریں۔ اور یہ جانور جسکی خبر دیتا ہے اُسکا یقین کریں۔ پس حق کی طرف رجوع

ہونیوالے رجوع ہونگے۔ اور اللہ کی خبر پر یقین کریں گے۔ پس ایسی ہی ساعت صغرے کے قایم ہونے کی نشانیاں انسان میں اُسکی روح اسفیہ کا ظاہر ہونا حضرۃ قدس میں ہے کہ وہ طبیعت بشریہ کی زمین سے امور عادیہ چھوڑنے کے لئے اور بُری خواہشیں نہ کرنے کے واسطے خارج ہوگی۔ پس اُسوقت اُس کو بڑا کشف ثابت ہوگا اور روح القدس اُس کو ہرا دسنے اور اعلےٰ کی خبر دیگا۔ پس وہ سب خبریں اُس سے بیان کریگا اور پوشیدہ بھید ظاہر کریگا تاکہ وہ تصدیق کے مقام سے قرب کے مقام کی طرف رفیق اعلےٰ میں پہنچ جائے۔ اور یہ رفیق اچھا ہے اور یہ امر بندہ پر اللہ کا احسان اور اُسکا فضل ہے تاکہ اُس کے ایمان کے لشکر ہمیشگی کے حجاب سے مغلوب نہ ہوجائیں پس وہ صواب کی حقیقت سے خطا کی طرف رجوع ہوجائے۔ کیونکہ ربوبیت کے پوشیدہ امور اور مرتبۂ الٰہیہ کے مقتضیات بڑے مرتبہ والے ہیں۔ اور دلوں میں اُنکا یقین بوجہ اُن کے شدت غلبہ کے کشف کے بعد حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ خلق کو بالذات ان چیزوں کے قبول کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ پس اُنکا یقین بعد کشف الٰہی کے ہوتا ہے جیسے کہ آدمیوں کو اس امر کی تصدیق بغیر دابۃ الارض کے نکلے ہوئے نہیں ہوگی۔ اسی طرح عارف کو ان مقتضیات الٰہیہ کا قبول کرنا جب ہوگا کہ جب طبیعتوں کی زمین سے روح نکل جائے اور قطع کرنیوالی چیزوں اور منع کرنیوالی چیزوں سے اُس کو رہائی ہوجائے۔ اور ایک نشانی ساعت کبرے کی یہ ہے کہ دجال نکلے گا۔ اور ایک جنت اُس کی اُلٹی جانب ہوگی اور دوزخ اُس کی سیدھی جانب ہوگا اور اُسکی پیشانی پر کافر باللہ لکھا ہوگا اور آدمی اُسوقت بھوکے اور پیاسے ہونگے۔ اور اُن کو کھانے اور پینے کے واسطے سوائے اس ملعون کے پاس اور کہیں نہیں ملے گا۔ پس جو شخص اُس پر ایمان لائیگا اُس کو وہ کھانا کھلائیگا اور پانی پلائیگا۔ اور جس نے اُسکا کھانا اور پانی پیا اور کھایا وہ کبھی فلاح کو نہیں پہنچے گا اور وہ اس کی جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص اُس کی جنت میں داخل ہوا اللہ تعالےٰ اُس کو دوزخ بنادیگا۔ اور جو اُس پر ایمان نہیں لائیگا وہ اُس کے دوزخ میں داخل ہوگا۔ اور جو اُس کے دوزخ میں داخل ہوگیا اللہ اُس کو جنت بنادیگا۔ اور بعض آدمی گاجر کی سوکھی گھاس کو کھائیں گے یہاں تک کہ اللہ ان سے اس نقصان کو دفع کردیگا۔ اور وہ ملعون تمام اطراف زمین میں پھریگا۔ لیکن مکہ اور مدینہ میں نہیں جائیگا اور بیت المقدس کیطرف متوجہ ہوگا۔ جب رملہ لُدّ تک پہنچیگا اور لُدّ ایک گاؤں کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب ہے اور بیت المقدس سے اس گاؤں تک ایک دن اور ایک رات کا راستہ ہے پہنچیگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں ایک منارہ پر اُتریں گے اور اُن کے ہاتھ میں ایک نیزہ

ہوگا۔جب یہ ملعون اُن کو دیکھے گا تو ایسا پگل جائیگا جیسے نمک پانی میں پگل جاتا ہے۔پس اُس نیزہ سے وہ اُس کو مار ڈالیں گے۔ایسے ہی ساعت صغریٰ کے قایم ہونے کے علامات انسان میں یہ ہیں کہ دجال کا نکلنا اُسکی حقیقت سے ہے اور وہ نفس دجالہ ہے یعنی اُسپر باطل غالب ہوتا ہے اور اُس کو حق کی جگہ ظاہر کرتا ہے اور اُس سے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں شخص پر غالب ہوگیا یعنی فلاں شخص پر اسم امر کا دھوکا ہوگیا اور اُس کو غلطی میں ڈال دیا۔اور یہ نفس دجالہ جسکا نام بعض وجوہ سے شیطان الانس ہے اور وہ شیاطین اور وسواس کا محل ہے اور سرکشوں اور خناس کی جگہ ہے اور بعض وجوہ سے اُسکا نام نفس امارہ بالسوء بھی رکھا جاتا ہے۔اور مطلق لفظ نفس اصطلاح صوفیہ میں اسکا نام ہے چونکہ صوفیہ جب نفس کا ذکر کرتے ہیں تو اُس سے وہ لوگ عید کے اوصاف معلولہ مراد لیتے ہیں۔پس نفس بمنزلہ دجال کے ہے۔اور اُس کے مقتضیات شہوانیہ بمنزلہ اُس جنت کے ہیں جو اُس کے اُلٹی جانب ہیں۔کیونکہ وہ اہل شقاوت کا طریقہ ہے اور اُس کی مخالفت طبایع اور عادات کے ترک سے اور علایق اور تعلقات کے قطع کرنے سے بمنزلہ اُس دوزخ کے ہے کہ جو دجال کے سیدھی جانب ہوگی اس لئے کہ سیدھی جانب اہل سعادت کا طریقہ ہے اور امور نفسانیہ جو حجابات ظلمانیہ کی کثافت کو چاہتے ہیں وہ بمنزلہ اُس لکھے ہوئے کے ہے کہ جو دجال کی پیشانی پر ہوگا۔اور عارف کا ایسی حالت میں ہوجانا کہ اُسپر صواب معدوم ہوجائے پس وہ اس کے غلبہ کے وقت خطاب کے معنی کو نہ سمجھے یہ امر بمنزلہ آدمیوں کے بھوکے اور پیاسے رہنے کے دجال کے وقت میں ہے اور اُسکا قہر ذاتوں کے لئے بالکل خالص ہے یہاں تک کہ عارف اُسکی مرافقت سے کوئی چارہ نہیں پائیگا۔وہ بمنزلہ اس امر کے ہے کہ آدمی کوئی کھانے اور پینے کی چیز سوائے دجّال ملعون کے اور کسی کے پاس نہ پائیں گے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں اس امر کیطرف اشارہ فرماتے ہیں کہ آدمیوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اپنے دین پر قایم رہنے والا ایسا ہوگا جیسے آگ پر قایم رہنے والا۔پس جو شخص کہ اس مدت میں مجاہدہ سے ان مقتضیات نفسیہ کیطرف رجوع ہوا۔اور امور طبیعہ کیطرف میل کیا اور لذات شہوانیہ کو استعمال میں لایا اور افعال عادیہ کرنا شروع کئے وہ بمنزلہ اُس شخص کے ہے کہ دجال کے عادات سیکھے۔پس اُن مباحات کیطرف میل کرنا جو عارف کے نزدیک شراب حرام کی طرح ہیں وہ بمنزلہ اُس شخص کے ہے کہ جس کو دجال نے اس کھانہ میں سے کھانا کھلایا۔اور اُس شخص کا نفس اور غفلتوں اور اُن امیدوں کیطرف جو شراب کی طرح ہیں رجوع ہوکر محو ہوجانا بمنزلہ اُس شخص کے

ہے جس کو اس ملعون نے اپنے پاس سے پانی پلایا۔ اور جو شخص ان چیزوں تک پہنچنے سے پہلے عارفین سے رجوع ہو گیا پس وہ بمنزلہ اُس شخص کے ہے کہ جو کبھی فلاح کو نہ پہنچیگا۔ پھر اُس عالم کے مزخرفات سے دھوکا کھانا جس کی بقا محال ہے اور جسکی لذتیں خیال ہیں بمنزلہ اُس شخص کے ہے کہ جو دجال کی جنت میں داخل ہؤا اور اللہ تعالیٰ اُس کو دوزخ کر دیگا۔ اور وہ اُس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور جس کو اللہ توفیق کی سعادت دے اور سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھے وہ شریعت کے انوار کے ذریعہ سے تحقیق کی اندھیری رات میں مخالفات اور مجاہدات اور ریاضات کے گھوڑوں کے پیٹھوں پر سوار ہو کر سیدھا چلا جائیگا۔ اور اکوان کی سوکھی گھاس کھانا رحمٰن کے ظاہر ہونے کا جزر ہے پس وہ بمنزلہ اُس شخص کے ہے کہ جو دجال کے دوزخ میں داخل ہؤا اور اللہ نے اُس کو جنت بنا دیا کہ اُس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور لیکن وہ ہمیشہ اطراف زمین میں پھریگا اور مکہ و مدینہ میں نہیں جائیگا۔ پس وہ بمنزلہ اُس چیز کے ہے کہ بندہ پر تمام مقامات میں سوائے دو مقاموں کے نفس دھوکا کھاتا ہے۔ ایک مقام اصطلاح ذاتی ہے اور اُس کے یہ معنی ہیں کہ بندہ اپنے وجود سے کسی جاذب کی وجہ سے حضرۃ الٰہیہ ذاتیہ سے غائب ہو جائے اور اُس کا حس جاتا رہے۔ اور اُس کی ذات فنا ہو جائے اور یہ مقام سُکر کا ہے۔ اور دوسرا مقام مقام محمدیؐ ہے جس کو اصطلاح صوفیہ میں صحو ثانی کہتے ہیں۔ پس ان دونو مقاموں میں نفس کو مجال نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں علتوں کے طوارق سے غیب ازل میں محفوظ ہیں۔ پس وہ دونوں اس مجال میں بمنزلہ اُن دو شہروں کے ہیں کہ جن میں دجال داخل نہیں ہو سکتا اور بندہ پر جو کشوفات الٰہیہ ملتبس ہوتے ہیں پس وہ اُن کی وجہ سے مجعت الصوابیہ سے غلطی میں پڑ جاتا ہے۔ پس یہ امر بمنزلہ اس ملعون کے بیت المقدس کیطرف متوجہ ہونے کے ہے۔ پھر اُس کا ا ر کے قریب جس کا نام رملہ ہے ٹھہرنا اسواسطے ہے کہ نفوس کا دجال جب عارف کو مہر لباس میں وغیرہ ہوگا تو کبھی اُسکا ظہور مقام النفس کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ پس جس شخص کو اُس کی معرفت نہیں ہے وہ یہ وہم کرتا ہے کہ وادی اقدس تک پہنچ گیا۔ پس وہ اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ لیکن وہ اُس کی حد کے قریب حجاب میں ٹھہر جاتا ہے۔ کیونکہ رملہ مٹی سے بنا ہؤا ہے۔ پس روح کا عیسےٰ نازل ہوتا ہے اور اُس کے ہاتھ میں فتوح کا نیزہ ہوتا ہے۔ پس وہ یہاں اُس کو مار ڈالتا ہے کیونکہ عیسےٰ اللہ کی روح ہے۔ اور جب حق آگیا تو باطل جاتا رہا۔ اور ملابس اور مداجل کا حکم منقطع ہو گیا۔

پس جیسے کہ یہ سب امور ساعت کبرے کی نشانیاں ہیں ایسے ہی اُن امور کے بواطن جن کا ہم نے ذکر کیا ساعت صغرے کے علامات ہیں کہ جو انسان کے ساتھ مخصوص ہیں ؎

اور قیامت کی علامت ایک یہ بھی ہے کہ مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے اور وہ چالیس برس تک دنیا میں عدل کریں گے۔ اور اُن کے زمانہ میں نہایت نزہت اور فرحت ہوگی اور کھیتیاں خوب ہونگی۔ اور دودھ کثرت سے ہوگا اور آدمی امن میں رہیں گے اور خدا کی عبادت میں مشغول رہیں گے پس ایسی ہی ساعت صغرےٰ کے قایم ہونے کے علامات انسان میں مہدی کا ظاہر ہونا ہے اور وہ صاحب مقام محمّدی اور صاحب عدل اور بڑے کمال والا ہوگا۔ اور اُس کی دولت چالیس برس تک بغیر انکار کے رہے گی۔ اور یہ وجود کے مراتب کے عدد ہیں۔ اور اسکی شرح ہم نے اپنی کتاب الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم میں کی ہے جو چاہے دیکھ لے۔ اور اُن کے زمانہ میں جو فرحت اور نزہت ہوگی وہ بمنزلہ اُس چیز کے ہے کہ جس میں عارف سُکر او صحو کے درمیان میں بدلتا رہیگا۔ اور دودہ اور کھیتوں کا کثرت سے ہونا بمنزلہ انعامات اور کرامات کے متواتر ہونے کے ہے اور امان بمنزلہ عارف کے مقام خلت میں داخل ہونے کے ہے اور اُس کا اس حلہ میں آنا ہے جیسا کہ حق تعالےٰ مقام ابراہیم کی نسبت ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی وہ عذاب الیم سے امن میں رہیگا۔ پس جب مقام صورت میں آگ کے جلنے سے امان پائیگا تو مقام معنوی میں مکر رحمن سے بطریق اولےٰ امان حاصل ہوگی۔ اور یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالےٰ نازل ہوئے ہیں۔ اور جب اس مقام میں آپ نازل ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے آپ سے ستر عہد کئے ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ اُن کے ساتھ مکر نہ کریگا۔ پس اُسکے بعد رحمن کی عبادت اور ملک دیان کی تعریف ہے۔ پس تو ان اشارات کیطرف نظر کر کہ ان عبارات کے کیسے مناسب ہے۔ پس جیسے کہ یہ امور ساعت کبرےٰ کے علامات ہیں۔ ایسے ہی یہ امور جو ہم نے بیان کئے ساعت صغرےٰ کے علامات ہیں +

اور ساعت کبرےٰ کی ایک یہ علامت ہے کہ آفتاب مغرب کی جانب سے نکلیگا اور توبہ کا دروازہ مغرب میں بند ہوجائیگا۔ اور کسی کو اُسکا ایمان کہ جو پہلے نہیں لایا تھا نفع نہیں دیگا۔ کیونکہ اُس دن وصل کا فرش طے کر دیا جاویگا اور توبہ نہیں قبول کی جاویگی اور گناہ نہیں بخشا جائیگا۔ پس ایسے ہی انسان میں ساعت صغرےٰ کے قایم ہونے کے علامات یہ ہیں کہ اُس کے شہود کا آفتاب اُس کے وجود کے مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور اس سے مراد باطن کشفی ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ پوشیدہ بھید پر مطلع ہوجائیگا۔ پس وہ اُسوقت یہ جان لے گا کہ وہ کیا چیز ہے اور کون ہے اور اُس کے سب اوصاف ثابت ہوجائیں گے۔ اور اُس کے اعراف کی جنت میں نفع پائیگا

تمام بھید کھل جائیں گے اور خزانے نکل آئیں گے اور الفاظ کو پہچان لے گا اور خدا تک پہنچنے والوں کے ساتھ پہنچ جاویگا۔ پس اُسوقت اُس سے وصل اور فصل کا فرش طے ہوجائیگا۔ اور یہاں ایمان کا حکم کچھ نفع نہیں دیگا۔ اس لئے کہ اُس کا حکم پہلے سے اعتبار کے قابل ہے کیونکہ ایمان غائب چیزوں پر ہوتا ہے۔ اور اُسکا حکم حجاب کے دور ہونے کی وجہ سے رفع ہوجاویگا۔ پس توبہ نہیں قبول کیجاوے گی اور نہ گناہ بخشا جائیگا۔ اسواسطے کہ گناہ اور بخشش اُس کے محل کے مقام سے دو ہیں۔ اور واحد اُسکی احدیت میں گنہگاری اور بخشش سے منزہ ہے۔ پس یہ ساعت صغریٰ کے شروط ہیں کہ جو ساعت کبرےٰ کے شروط کے مقابل ہیں ✝

اور امام محی الدین ابن العربی نے ان عبارات سے تعبیر کی ہے اور اُن کو اُن کے ساتھ اشارات کے طور پر مقابل کیا ہے۔ پس اُنہوں نے جانب مغرب سے آفتاب نکلنے کو روح کے مرکز اول اور منصب کیطرف رجوع ہونے کا مقابل قرار دیا ہے اور اس سے مراد مرنا ہے یعنی موت سے اور ایک امر کا آخرت کیطرف منتقل ہوجانا وفات سے ہوا کرتا ہے۔ اور اُنہوں نے خواب میں کسی چیز کو کرنیکو اس امر کا مقابل قرار دیا ہے کہ گنہگار کی توبہ نہیں قبول ہوگی لئے کہ نہ وہ عالم شہادت میں ہے اس امر کو اُس قول کے ساتھ مؤید کیا ہے کیونکہ ہے کہ جو کسی چیز کو دیکھ سکے۔ اور اُس کے وجود وہ قیاس اور نظام کے اعتبار سے عام ہے اور اُس کی مثال آفتاب کے ساتھ بیان کی جاتی ہے مقبول ہے اور اچھے طریقہ خوشنہ سے چمکتا ہے تو یہ گھر اُسکی روشنی سے روشن ہوجاتا ہے لیکن بحالت زندگی دنیا میں پاسنے اور نہ اُس میں حلول کرجاتا ہے۔ پس ایسی ہی روشنی بمنزلہ نظر روح نہیں کیا ہے۔ اور علاسام حیوانات سے ہے۔ پھر ایسی ہی جب کوئی فانوس یا لالٹین سبز یا سرخ بیان کر چکے اور کوئی کا شعلہ گھر میں سبز یا سرخ ہوگا۔ اور اسی طرح جس رنگت کا یہ فانوس وغیرہ حق کہتا ہے اور ہر میں اُسی ہیئت کا ہوگا۔ اور روح اسی طرح جب ہیکل انسانی وغیرہ کی طرف فصل ہے۔ اس کی ایسی صورت ہوتی ہے کہ متغیر نہیں ہوتی ہے۔ پھر گھر سے آفتاب کا میں کچھ بیان بمنزلہ روح کی نظر کے جسم سے رفع ہوجانے کے ہے۔ اور موت بمنزلہ اس شعلہ سے پس جلعاع میں چھپ جانے کے ہے۔ پس جسم ہمیشہ مردہ رہتا ہے اور اُس کی نسبت کا سبب جیسے کہ اس شعلہ کی عالم میں آفتاب کی شعاع کے اندر چھپ جاتا ہے۔ پھر برزخ اور اس نظر ہے لیکن غیر تام اور غیر مستقل ہے۔ اگر وہ مستقل اور تام ہوتا تو بے شک دار الاقامت پر رہتی سے آخرت کے ہوتا۔ پس وہ مثال میں ایسا ہے جیسے ہم [illegible] شعلہ [illegible] اصلی سبزی کو

میں برابر ہو کیونکہ اُس کا پہلے درجہ میں متصرف ہونا حرارت عنصریہ کی قوت ہے اور وہ اس درجہ
میں مزاج کو ارکان عناصر سے کسی رکن کو نہیں قبول کرتی ہے۔ پس وہ یہاں اپنی حد میں انتہاء سے
شروع ہونے والی ہے۔ اور اُس کی مثل اور چیزیں دوسرے درجہ میں حرارت ناریہ ہیں۔ کہ جو
امتزاج کے قابل ہیں۔ اور اگر وہ باقی ارکان کے ساتھ نہ ملے ہوتے تو آگ کا وجود نہ ہوتا۔ کیونکہ
پانی اور آگ اور ہوا اور مٹی سب عناصر اربعہ سے مرکب ہیں جن کو حرارت اور برودت اور یبوست
اور رطوبت کہتے ہیں۔ اور جس میں حرارت کا رکن غالب ہے یہاں تک کہ اُس نے باقی کو مغلوب
کر دیا ہے تو اُسکا نام طبیعت ناریہ ہے۔ اور جس میں کہ برودت کا غلبہ ہے اور باقی کیفیتیں مغلوب
ہیں تو اُسکا نام طبیعت مائیہ ہے۔ اور جسمیں کہ رطوبت کا رکن غالب ہے اور باقی مغلوب ہیں
اُسکا نام طبیعت ہوائیہ ہے۔ اور جسمیں کہ یبوست کا حکم غالب ہے اُسکا نام طبیعت ترابیہ ہے
اس درجہ میں اُسکا نام ناری اور ہوائی اور مائی اور ترابی نہیں رکھا جاتا ہے۔ مگر جب دوسرے
ہے جیسا کہ حق تعالے نے مقام ساتھ مل جائے گی۔ پس جس چیز میں کہ حرارت اور یبوست دوسرے درجہ
الیم سے امن میں رہیگا۔ پس جب مقام صور سے بوجہ اپنے ضعف کے اس درجہ سے پوشیدہ ہوں
میں مکر رحمن سے بطریق اولے امان حاصل ہوگی۔ اور یبوست تیسرے درجہ میں اس حد تک ہو کہ دوسرے
ربانی رحمہ اللہ تعا۔ [illegible] ل ہوئے ہیں۔ اور جب اس مقام میں [illegible] سے پوشیدہ ہوں تو اُسکا نام تراب
[illegible] آپ سے ستر عہد کئے ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ اُن کے [illegible] تک ہو کر دوسرے دونوں
[illegible] رحمن کی عبادت اور ملک دیان کی تعریف ہے۔ پس تو ان اشارات [illegible] سکا نام ہوا ہے۔ اور جس
[illegible] کیسے مناسب ہے۔ پس جیسے کہ یہ امور ساعت کبرے کے علامات ہیں [illegible] رکن بسبب اپنے
ہم نے بیان کئے ساعت صغرے کے علامات ہیں ✤ عناصر کو کہ وہ

اور ساعت کبرے کی ایک یہ علامت ہے کہ آفتاب مغرب کی جانب سے نکلیگا اور توبہ کا
دروازہ مغرب میں بند ہو جائیگا۔ اور کسی کو اُسکا ایمان کہ جو پہلے نہیں لایا تھا نفع نہیں دیگا۔ کیونکہ
اُس دن وصل کا فرش طے کر دیا جاویگا اور توبہ نہیں قبول کی جاویگی اور گناہ نہیں بخشا جائیگا۔
پس ایسے ہی انسان میں ساعت صغرے کے قایم ہونے کے علامات یہ ہیں کہ اُس کے شہود کا آفتاب
اُس کے وجود کے مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور اس سے مراد باطن کشفی ہے اور اس کے معنی
ہیں کہ وہ پوشیدہ بھید پر مطلع ہو جائیگا۔ پس وہ اُسوقت یہ جان لے گا کہ وہ کیا چیز ہے اور ک[illegible]
اور اُس کے سب اوصاف ثابت ہو جائیں گے۔ اور اُس کے اعراف کی جنت میں نعم [illegible] بہشت

اسی حرارت غریزیہ کے جاتے رہنے کو کہتے ہیں اس لئے کہ وہ ہیکل حیوانی سے اُس کے مخالف
جو چیزیں ہیں مثلاً برودت غریزیہ جاتی رہتی ہیں۔ پس یہ امر جسم کا نصیب ہے لیکن روح کا نصیب
یہ ہے کہ اُس کی ہیکل کی حیات اُس کے دیکھنے کی مدت اتحاد کی آنکھ سے ہیکل کیطرف ہے اور
اُس کی موت ہیکل سے اُس کے نفس کیطرف اس نظر کے ہٹ جانے کو کہتے ہیں۔ پس بالکل اپنے
عالم میں باقی رہتی ہے لیکن اُس ہیکل کی صورت پر رہتی ہے کہ جو عالم ارواح میں اُسکے واسطے
شکل جسد کے ساتھ تھی۔ پس اُس کو اُس کے ساتھ اس جسد کی وجہ سے وجود کا حکم دیا جاتا ہے
کیونکہ اُس کے احکام جسدنی پر اس جگہ ظاہر ہیں۔ اور یہاں بہت سے اہل کشف نورانی نے
خطا کر کے یہ حکم کیا ہے کہ اجسام کو حشر نہیں ہے۔ اور ہم نے اطلاع الٰہی سے معلوم کر لیا ہے
کہ اجسام کا معہ ارواح کے حشر ہوگا۔ اس لئے کہ ارواح کی موت کے یہ معنی کہ جسد ہیکلی کی ذات
سے روح جدا ہو جائے گی کیونکہ یہ اُسکا معدوم کرنا چاہتی ہے۔ پس وہ مدت معلوم تک وجود
میں گویا کہ بسیط ہے اور اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک سونے والا خواب میں کسی چیز کو
نہیں دیکھتا ہے۔ پس وہ اُسوقت معدوم کی طرح ہے اس لئے کہ نہ وہ عالم شہادت میں ہے
کہ اُس کو بیدار کہا جائے۔ اور نہ عالم غیب میں ہے کہ جو کسی چیز کو دیکھ سکے۔ اور اُس کے وجود
پر کوئی دلیل ہو۔ پس وہ موجود معدوم ہے اور اُس کی مثال آفتاب کے ساتھ بیان کی جاتی ہے
پس آفتاب جب گھر کے کسی گوشہ سے چمکتا ہے تو یہ گھر اُسکی روشنی سے روشن ہو جاتا ہے لیکن
اُس میں وہ اُتر نہیں آتا ہے اور نہ اُس میں حلول کر جاتا ہے۔ پس ایسی ہی روشنی بمنزلہ نظر روح
کے جسم مخصوص میں اجسام حیوانات سے ہے۔ پھر ایسی ہی جب کوئی فانوس یا لال ٹین سبز یا سرخ
شیشہ کا ہو تو آفتاب کا شعلہ گھر میں سبز یا سرخ ہوگا۔ اور اسی طرح جس رنگت کا یہ فانوس وغیرہ
ہوگا تو شعلہ بھی گھر میں اُسی ہیئت کا ہوگا۔ اور روح اسی طرح جب ہیکل انسانی وغیرہ کی طرف
نظر کرتی ہے تو اُس کی ایسی صورت ہوتی ہے کہ متغیر نہیں ہوتی ہے۔ پھر گھر سے آفتاب کا
زائل ہونا بمنزلہ روح کی نظر کے جسم سے رفع ہو جانے کے ہے۔ اور موت بمنزلہ اس شعلہ سے
آفتاب کی شعاع میں چھپ جانے کے ہے۔ پس جسم ہمیشہ مردہ رہتا ہے اور اُس کی نسبت
ایسی ہے جیسے کہ اس شعلہ کی عالم میں آفتاب کی شعاع کے اندر چھپ جاتا ہے۔ پھر یہ زرخ
ایک وجود ہے لیکن غیر تام اور غیر مستقل ہے۔ اگر وہ مستقل اور تام ہوتا تو بے شک دار الاقامت
مثل دنیا و آخرت کے ہوتا۔ پس وہ مثال میں ایسا ہے جیسے ہم [illegible] اسکی سبزی کو

بوجہ شیشہ کی سبزی کے تصور کرتے ہیں۔ پس ہم کو اُس کی ویسی ہی شکل معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ شکل عالم خیال میں معلوم ہوتی ہے کیونکہ عالم خیال اہل دنیا کے لئے غیر تام ہے۔ پس اہل دنیا کے خیال کو بالذات استقلال نہیں ہے۔ اور علاوہ اس کے یہ کہ عالم خیال بالذات عالم تام ہے لیکن وہ اپنی ذات کے اعتبار سے ہے اور باعتبار عالم حس اور معانی کے غیر تام ہے برخلاف اہل اللہ کے خیال کے کہ وہ کامل اور مستقل اور تام بالذات ہے۔ پس وہ بمنزلہ اہل دنیا کے آخرت کے ہے اور براہمہ[1] اور کفار اور مشرکین وغیرہ جن کا خیال مجاہدات اور ریاضات وغیرہ سے صاف ہوگیا ہے وہ بمنزلہ اہل دنیا کی خواب کے ہے۔ اور اہل دنیا کے خیال کا کچھ اعتبار نہیں ہے اگرچہ خیال کا مقام سب کے لئے بالذات ایک ہے لیکن جب اُن کے خیال کا خزانہ امور عادیہ اور مطلوبات جسدیہ کی وجہ سے خراب ہوگیا تو صفائی روحی اُس سے منقطع ہوگئی۔ اور جب کہ براہمہ اور فلاسفہ اس سے علیحدہ ہیں لیکن امور عقلیات اور احکام طبیعات اُن کے خیال کے خزانہ میں ہیں۔ پس وہ اس وجہ سے معانی الٰہیہ کیطرف ترقی کرنے سے منقطع ہوگئے۔ برخلاف اہل اللہ کے خیال کے کہ وہ علتوں کے طوارق سے غیب ازل میں محفوظ ہیں۔ پس عالم برزخ کے لئے کوئی وجود تام نہیں ہے اور اسی واسطے اُسکا نام برزخ ہے۔ اور اسی طرح اہل دنیا کا خیال عالم وجودی اور عالم عدمی کے درمیان میں برزخ ہے۔ پھر قیامت کی نسبت ایسی ہے جیسے آفتاب کے لوٹنے کی نسبت اُس فانوس میں جس سے روشنی تھی اس سے زیادہ بیان نہیں ہوسکتا کیونکہ ارواح جب تک ہیاکل میں جسدی صورت پر نہیں ہیں اُسوقت تک بساطت کے ساتھ ملحق ہیں اور یہی موت کی حقیقت ہے پس جب اُن کی جسدی صورت ہوگئی تو گویا وجود ہوگیا لیکن جب تک اس جسدی صورت میں لوازم جسد کے ساتھ مقید ہیں اُسوقت تک برزخ میں ہیں۔ کیونکہ وہ روح کی مرضی کے موافق مطلق رہنے سے قاصر ہیں۔ پس جب اللہ تعالےٰ اُن کو قیامت میں بھیجنے کا ارادہ کریگا تو مقتضیات جسد سے محشر کی زمین میں اُن کو مطلق کرکے بھیجے گا۔ پھر اُس کا اطلاق ایسا ہی ہوگا جیسے کہ دنیا میں تھا۔ یعنی کہ وہ دنیا میں خیر کرتا تھا تو خیر پر رہے گا۔ اور اگر دنیا میں شر کرتا تھا تو مطلق شر میں رہے گا۔ کیونکہ اُس کے اطلاق سے دنیا میں وہی طلب کیا جائیگا جو وہ کرتا تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ‌+

پس اب جاننا چاہیئے کہ نسبت ارواح متعددہ کے نور حق سے پیدا ہونے کی ایسی ہے جیسے

[1] حکما کا ایک گروہ ہے جو اللہ تعالےٰ کیواسطے رسولوں کا بھیجا جانا جائز نہیں سمجھتے ہیں ۔

مختلف روشن کرنے والے شعاعوں کی نسبت آفتاب کی شعاع سے ہے اور محققین واحدیت عالم کی کہ جس نسبت کا دعوے کرتے ہیں وہ آفتاب کی واحدیت کی نسبت ہے۔ اور اگر وہ اُن تنبیشوں میں اختلاف کے طور پر ظاہر ہو۔ پس وہ بعد تعدد اور بغیر تنوع کے واحد ہے۔ اگرچہ اُس کے مظاہر انواع و اقسام کے ہیں۔ اور اس امر کی تنبیہ اسی قدر کافی ہے اس بات کے ہم ارواح کے قبض کرنے کی کیفیت۔ اور قبض کیواسطے عزرائیل علیہ السلام کے آنے کی حالت اس کتاب کے ایک باب میں بیان کر چکے ہیں +

پس اب جاننا چاہئے کہ برزخ میں آدمیوں کے احوال مختلف ہیں۔ پس بعضے حکمت کے ساتھ اُس میں معاملہ کرتے ہیں۔ اور بعضے قدرت کے ساتھ اُس میں معاملہ کرتے ہیں۔ اور جس کے ساتھ حکمت سے معاملہ کیا گیا وہ برزخ میں اپنے عمل کی حقیقت میں دنیا کے اندر بدلے گا۔ مثلاً دنیا میں اگر وہ اطاعت کرنے والا تھا تو اللہ تعالےٰ اُس کو برزخ میں طاعت کے معنی کی صورت پیدا کریگا۔ پس طاعت کی صورت اُس کے واسطے اللہ تعالےٰ قایم کریگا یا نماز کی صورت یا روزہ کی صورت یا صدقہ کی صورت یا سوائے اس کے اور کسی طاعت کی صورت قایم کریگا۔ اور وہ ہمیشہ ایک اچھے کام سے دوسرے اچھے کام کیطرف منتقل ہوتا رہے گا۔ اور وہ اچھا کام پہلے کے برابر ہوگا یا اُس سے زیادہ اچھا ہوگا جیسے کہ دنیا میں تھا یہاں تک کہ اُس کو کل امور کی حقیقت معلوم ہو جائیگی پس اُسکی قیامت قایم ہو جائے گی۔ پھر اس صورت کا حسن اور بہجت اور اُس کی روشنی بقدر اُس کی طاقت اور اجتماع خاطر کے اس میں ہے اور اُس کا حسن مقصد اس عمل میں اور صورت کا بُرا ہونا بقدر اس عمل کی بُرائی کے ہے۔ پس اگر وہ زنا کرتا ہے یا چوری کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے واسطے ان افعال کے معانی کی صورتیں قایم کریگا کہ وہ اُن میں منتقل ہو جائیگا مثلاً زانی کے واسطے ایک آگ کی فرج پیدا کریگا کہ اُسمیں اپنے ذکر کو داخل کریگا۔ اور اُس کی آگ کی حرارت اور ہوا کی بدبو بقدر اُس کے اس گناہ میں محو ہونے کے ہوگی۔ اور اسی طرح شراب پینے والے کو ایک پیالہ کہ جس میں آگ کی شراب ہوگی دیا جائیگا۔ پس وہ اُس کو پی رہے گا۔ اور وہ اُس سے منتقل ہو کر اُس چیز کی طرف جائیگا کہ جو دنیا میں کرتا تھا۔ اور جو شخص طاعت اور معصیت دونوں کرتا تھا وہ دونوں کیطرف منتقل ہوگا یعنی ان معانی کی صورت سے جن کو اللہ تعالےٰ نے نور سے پیدا کیا ہے جیسے کہ طاعات۔ اور یا نار سے پیدا کیا ہے جیسے کہ معاصی کی صورتیں۔ پس وہ ہمیشہ اُس میں بدلتی رہیں گی۔ اور متواتر بدلنے سے اُن کو تمام حقیقتیں رفتہ رفتہ ظاہر ہو جائیں گی۔ یہاں تک کہ اُنپر دم

حکموں میں سے ایک حکم تمام ہو جائیگا۔ پس اُنپر قیامت قایم ہو گی۔ لیکن جس کے ساتھ کہ قدرت کا معاملہ کیا گیا ہے وہ اپنے اعمال کے معانی میں نہیں واقع ہو گا۔ لیکن اُس کی صورت کے معانی میں قدرت کے ساتھ واقع ہو گا۔ پس اگر وہ گنہگار ہے اور اللہ نے اُسے بخشدیا تو محض طاعات کی صورت میں منتقل ہو گا۔ اور اللہ تعالےٰ اُس کے واسطے ایک صورت قایم کر دیگا۔ پس وہ ہمیشہ ایک اچھی صورت سے دوسری صورت کیطرف جو اُس سے بھی زیادہ اچھی ہو گی منتقل ہوتا رہے گا یہانتک کہ اُس کی قیامت حقایق کے ظہور کے ساتھ ساق پر قایم ہو گی۔ مثلاً اگر وہ اطاعت کرنے والا تھا اور اللہ تعالےٰ نے اُس کے اعمال کو حبط کر دیا تو اللہ تعالےٰ اُس کے واسطے وہ صورت جو ازل میں لکھ چکا ہے۔ یعنی شقاوت کی صورت قایم کریگا۔ پس اُسپر وہ ظاہر کریگا اور اُس کے واسطے اُس کی وہ ایک نوع بنائیگا۔ پس وہ ہمیشہ اُس میں بدلتا رہے گا یہاں تک کہ اُس کی قیامت بقدر اُس کے طبقہ دوزخ کے قایم ہو گی۔ پس وہ جہنم میں عذاب دیا جائیگا۔ پھر برزخ کو اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کے واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ اُس میں رہتے ہیں اور اُس میں آباد ہیں مگر وہ اہل دنیا سے نہیں ہیں۔ اور نہ وہ اہل قیامت سے ہیں۔ لیکن وہ اہل آخرت سے ملحق ہیں کیونکہ جو لوگ اُس سے پیدا کئے گئے ہیں اُن کے رہنے کی جگہ ایک ہے۔ پس جو شخص روحیت میں اپنے مرنے کے بعد اُن کے ساتھ وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص ایک قوم سے جا کر ملا کہ وہ اُن کو پہچانتا ہے اور وہ اُس کو پہچانتے ہیں پس اُن کے ساتھ محبت کریگا اور اُن سے آرام پائیگا۔ اور جو شخص اُن کے ساتھ نہ بیٹھا پس وہ اُنکو غصہ سے دیکھتا ہے۔ اور وہ اُس کے ساتھ محبت نہیں کرتے اور نہ وہ اُن کے ساتھ الفت کرتا ہے۔ پھر اُن میں سے اللہ تعالےٰ اُس شخص کو بھیجتا ہے جس کو اُس کے عذاب کا سبب بنایا ہے پس اُس کی صورت اُس سے بھی زیادہ بُری ہوتی ہے جیسے کہ دنیا میں تھی وہ اُس کے سامنے آتی ہے اور وہ اُس کے عمل کی صورت ہے۔ پس اُس سے اُس کو ایسی وحشت اور نفرت ہوتی ہے کہ جو غیر کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اور بعضوں کے سامنے اُن کے عمل کی صورت بہت اچھی آتی ہے پس وہ اُس سے الفت اور محبت کرتے ہیں۔ اور یہ صورت اُس کے ساتھ یہاں تک انس کرتی ہے کہ اُس کی قیامت قایم ہو جاتی ہے +

پھر جاننا چاہئے کہ قیامت اور برزخ اور دنیا ان سب کا ایک ہی وجود ہے اور اُسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک دائرہ فرض کیا جاوے کہ ادہا دنیا ہے۔ اور ادہا اُخری ہے اور ان دونوں کے درمیان میں برزخ ہے۔ اور یہ سب امور بطور فرض کے ہیں۔ پس تیری وہ ہویت کہ جس سے

تو موجود ہے بعینہ اُس کی وجہ سے تو برزخ میں ہے اور وہ بعینہا وہ ہے کہ جس سے تو قیامت میں ہے
پس تو دنیا اور برزخ اور آخرت میں اس انیت کے ساتھ ہے۔ لیکن اُن دونوں میں فرق یہ ہے
کہ برزخ کے امور ضروری ہیں۔ کیونکہ وہ دنیا پر مبنی ہے اور قیامت کے امور بھی ضروری ہیں۔ اس
لئے کہ وہ برزخ پر مبنی ہیں اور دنیا کے امور اختیاری ہیں +

پھر جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جب یہ ارادہ کریگا کہ قیامت قایم ہو تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم
کریگا کہ دوسری پھونک صور میں پھونکیں۔ اس لئے کہ پہلی پھونک مار ڈالنے کے واسطے ہوگی۔
اور صور سے مراد عالم صور روحی ہے کہ اُس میں پہلا نفخہ بحیثیت اُس کے اسم ممنی اور ممیت کے
پھونکا جائیگا۔ پس تمام صورتیں اُس سے معدوم ہو جائیں گی اور اُن کی ہیاکل کھل جائیں گی جیسے
کہ خواب میں دیکھی ہوئی صورتیں بیداری کے بعد معلوم ہو جاتی ہیں۔ پس وہ اپنے اُس محل کیطرف
جس سے پیدا ہوا ہے رجوع ہوگا۔ پھر دوسرا نفخہ صور میں پھونکا جائیگا پس وہ جیسا کہ پہلے عالم ارواح
میں تھا ویسا ہی ہو جائیگا۔ اور جسموں کے قالبوں میں داخل ہوگا جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے
کہ آفتاب کی روشنی اُس کے شیشہ میں لوٹ آئے گی۔ اور یہ کل امور اُس کے اعتبار سے اُس کے
وجود میں ہیں۔ کیونکہ عالم اُخروی عالم ارواح کو کہتے ہیں۔ اور تمام عالم ارواح مطلق روح سے مراد
ہے جو انسان میں موجود ہے۔ پس انسان اپنی ذات سے خارج نہیں ہوگا کیونکہ آخرت عالم ارواح
کو کہتے ہیں۔ اور عالم ارواح کو مطلق روح جمع کرتی ہے۔ چنانچہ پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ تمام عالم آئینوں
کی طرح ہیں جو ایک دوسرے کے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسرے میں پایا جاتا ہے
جیسا کہ احدیت کا حکم ہے۔ اور یہ امر مشابہت کی وجہ سے نہیں ہے۔ پس تمام عالم جوہر فرد ہے اور
حقیقت پر بالذات منقسم نہیں ہے۔ اور تو جو اس میں انقسام اور تعداد دیکھتا ہے وہ ایک خیال ہے
جیسے کہ ہم اگر جوہر فرد میں انقسام کو فرض کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کے اس قول کے یہی معنی ہیں وَکُلُّھُمْ
اٰتِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَرْدًا۔ پس جب تو نے اس نکتہ کو سمجھ لیا تو تو نے وجود میں خدا کی احدیت کا بھید
معلوم کر لیا۔ اور جس چیز کا اللہ نے وعدہ کیا ہے یعنی جنت اور دوزخ وغیرہ کا۔ اور آخرت کے
امور کا یقین اور کشف کے طور پر تو ان سب کا شاہد ہو گیا۔ پس تیرا ایمان مثل ایمان زید بن حارثہ رضی
اللہ عنہ کے ہو گیا۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حارثہ نے کہا کہ میں نے صبح ایسی حالت میں کی
کہ میں مومن حق تھا۔ پس آپ نے فرمایا کہ تیرے ایمان کی کیا حقیقت ہے تو اُنہوں نے جواب دیا
کہ میں دیکھتا ہوں کہ قیامت قایم ہو گئی۔ اور میرے رب کا عرش ظاہر ہوا جیسا کہ حدیث میں مذکور

ہے۔ اور قیامت صغرےٰ جو انسان کے ہر فرد کے ساتھ مخصوص ہے وہ یہ ہے کہ جب اُس کی عقل اول کی میزان اُس کے عدل اکمل کے قبہ میں قائم ہوگی اور مقتضیات حقایقہ اگر موافق ہر حقیقت کی خواہش کے اُس کا حساب کریں گے یا اُس کے واسطے احدیت کی صراط قایم کیجائے گی کہ وہ طبیعت کے جہنم کی پشت پر بال سے زیادہ باریک بسبب اپنے باریک ہونے کے ہوگی اور تلوار سے زیادہ تیز بسبب اپنے بعید ہونے کے ہوگی۔ پس یا اُسپر بجلی کیطرح سے نکل جائیگا اس وجہ سے کہ معارف میں اُس کی سواری قوی ہوگی۔ اور یا پہاڑ کی طرح بھاری ہوگا۔ چونکہ وہ پستی سے تعلق رکھتا ہے۔ پس جب صراط سے نکل جائیگا اور ترازو کا ناموس قائم ہوگا تو ذات کی جنت میں داخل ہوگا اور صفات کے میدانوں میں سیر کریگا اور اُس کی انیت اور ہوہت سے محق اور سحق ہو جائیگا۔ پھر اپنے نفس کا کوئی اثر اور خبر نہ دیکھے گا اور نہ پہچانیگا۔ اور جبار اُسوقت نداء دیگا پس کہے گا لمن الملک الیوم پس جب اپنے سوا کسی کو نہ پائیگا تو کہے گا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ۔ پس اُس کو اُس کے بعد نہ غفلت ہے اور نہ حقد رہے اور نہ اُس سے اُس کے بعد موت اور نشور کی امید کیجاتی ہے۔ اُس کی قیامت ساق پر قایم ہوگئی۔ اور اُس کی علانیت معدوم ہوگئی۔ پس یہ ساعت صغرےٰ ہے۔ اور ساعت کبرےٰ کے احوال بھی اسی پر قیاس کر۔ اور حساب اور میزان اور صراط یہ امور جو ہم نے اشارتاً بتلائے ہیں ان کو پہچان لے۔ اور عقلمند کو اسی قدر کافی ہے۔ اور اس کتاب کے اٹھاون۵۸ باب میں جنت اور نار کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ اور عنقریب اُن دونوں کا بھید بطریق اشارہ کے ظاہر کریں گے۔ اگر تو عالی فہم اور قوی ارادہ والا ہے تو ہمارے اشارہ کو سمجھ لے گا ورنہ اپنے غیر کی طرح اُس کے ظاہر کے ساتھ واقف رہ +

پس اب جاننا چاہئے کہ اللہ تعالےٰ نے دار آخرت کو معہ اُن چیزوں کے جو اُس میں ہیں دار دنیا کا ایک نسخہ پیدا کیا ہے اور دنیا کو حق کا نسخہ پیدا کیا ہے۔ پس دنیا اصل ہے اور آخرت اُسکی فرع ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ پس یہ بات معلوم ہوگئی کہ دنیا میں جو عمل صادر ہوتا ہے وہ اصل ہے۔ اور جو امر کہ آخرت میں دیکھے گا وہ اُس کی فرع ہے۔ اور سب کی آخرت قیامت کے دن ہوگی اور وہ عمل کا نتیجہ ہوگا۔ اور نتیجہ مقدمہ کی فرع ہے۔ اور مقدمہ عمل ایزدی ہے اسی واسطے دنیا ایجاد میں آخرت سے پہلے ہے اور اس کا نام اولی اسی واسطے رکھا گیا ہے کہ یہ اصل ہے اور آخرت کا نام اخرےٰ اسی واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ اُس کے بعد ہے اور وہ

اُس کی فرع ہے اگر آخرت دنیا کی فرع نہ ہوتی تو اُس کے مؤخر کرنے میں حکمت میں نقص لازم آتا کیونکہ مقدم کا مؤخر کرنا اور مؤخر کا مقدم کرنا حکمت میں خرابی کا باعث ہے +

پھر جاننا چاہئے کہ آخرت کا محسوس دنیا کے محسوس سے زیادہ قوی ہے اور اُس کے ملذوذ میں دنیا کی لذت سے زیادہ لذت ہے۔ اور اُس کے مکروہ میں دنیا کی کراہت سے زیادہ کراہت ہے اور اُسکا سبب یہ ہے کہ آخرت میں روح پر محبوب اور مکروہ جو چیز وارد ہوتی ہے اُس کے قبول کرنے کے واسطے فارغ ہے برخلاف دنیا کے کہ جسم بسبب اپنی کثافت کے روح کو فارغ ہونے کی قوت سے منع کرتا ہے یعنی اُس کے مناسب اور غیر مناسب کو قبول نہیں کرنے دیتا۔ پس اُس سے تھوڑا سا حصہ حاصل کرتی ہے۔ مثلاً جیسے ایک شخص نے لذیذ کھانا کھایا اور وہ فارغ البال نہیں ہے بلکہ اُس سے زیادہ کسی بڑے کام میں مشغول ہے۔ پس وہ اس کھانا میں وہ لذت نہیں پائیگا جو دوسرا پائیگا۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اُس کو دوسرا کام اُس کا اثر قبول کرنے سے منع کر رہا ہے اسی واسطے آخرت دنیا سے اشرف ہے اگرچہ وہ اُسکی اصل ہے۔ اور اس امر سے تعجب نہ کر کیونکہ اکثر اولاد اپنے والد سے اشرف ہوتی ہے۔ اور دنیا اگرچہ آخرت کی اصل ہے لیکن آخرت اُس سے خدا کے نزدیک افضل اور اشرف ہے جیسا کہ آخرت کی حقیقت بالذات اس امر کی مقتضی ہے۔ دیکھو لفظ کے معانی جو اُس سے سمجھے جاتے ہیں وہ اُس لفظ سے کیسے اشرف اور اعلےٰ ہوتے ہیں۔ علاوہ اس کے یہ ہے کہ معانی لفظ کا نتیجہ اور اُس کی فرع ہوا کرتے ہیں۔ اگر وہ نہ ہو تو معنی کی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی ایسی ہی آخرت ہے اگرچہ وہ دنیا کا نتیجہ ہے لیکن وہ اُس سے افضل اور اشرف ہے۔ اور اُس کا یہ سبب ہے کہ وہ ارواح سے پیدا ہے اور ارواح لطایف نورانی ہیں۔ اور دنیا اجسام سے پیدا ہے اور اجسام کثایف ظلمانی ہیں اور لطایف کثایف سے بے شک افضل ہیں۔ پھر آخرت دار العزت اور دار القدرت ہے۔ پس جو شخص اُس میں موانع سے سلامت رہا وہ جو چاہے گا کریگا جس طرح کہ اہل جنت اور دنیا دار الذلت اور دار العجز ہے اُس میں بادشاہ بھی ایک چیونٹی کے دفع کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اور باوجودیکہ اُس کی نعمتیں زایل ہیں لیکن اُنکا حساب کیا جائیگا اور اہل آخرت کو ہر نعمت دنیا کی نعمت سے افضل ملے گی کیونکہ اللہ تعالےٰ کی بخشش آخرت میں بیحساب ہوگی اور دنیا میں اُس کی بخشش حساب کے ساتھ ہے چونکہ حکمت الٰہی اُس کی ترتیب کی مقتضی ہے۔ پس جب تو اُس کو سمجھ لیا اور یہ بات ثابت ہو چکی تو مراد کو پہنچ گیا +

پس اب جاننا چاہئے کہ تمام آخرت یعنی جنت اور دوزخ اور اعراف اور کثیب یہ سب ایک ہی ہیں منقسم اور متعدد نہیں ہیں۔ پس جس شخص پر کہ اس گھر کی حقیقتوں کا حکم کیا گیا وہ دوزخی ہوا۔ کیونکہ اہل دوزخ

پر قہر کی ذلت کا حکم ہے اور جبپر اس گھر کی حقیقتوں کا نہیں ذکر کیا گیا وہ جنتی ہے۔ پس جس نے اس گھر میں اللہ تعالے کی اطاعت کی اور اُس کے حکم کو قبول کیا تو اللہ اُس کو اس گھر کے حقایق میں حاکم بنائیگا۔ اور اُس میں جو وہ چاہے گا کریگا۔ اور جس نے اُس کے حکم کو اس گھر میں نہ مانا اور نافرمانی کی۔ پس اُسپر یہاں اس گھر کے حقایق ایسا حکم کریں گے جس کے خلاف کرنے کی اُس میں طاقت نہیں ہوگی جیسے کہ اہل دوزخ زبانیت کے حکم کے تحت میں ہیں۔ برخلاف اہل جنت کے کہ جو وہ چاہیں گے وہ کریں گے اور اُنپر کوئی کسی قسم کا حکم نہیں کر سکتے۔ اور جس کو اس گھر کی حقیقت معلوم ہوگئی اور اُس نے اپنے علم کے موافق اُس میں تصرف کیا وہ اعراف میں رہے گا۔ اور اعراف قرب الٰہی کا محل ہے کہ جس سے قرآن میں اللہ تعالے یوں تعبیر فرماتا ہے عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ اور اس منظر کا یہ نام معرفت کی وجہ سے رکھا گیا۔ اور وہ اُس علم کا ثابت ہونا ہے جس کا میں نے تجھ سے ذکر کیا۔ اور اہل اعراف عارفین باللہ لوگ ہیں۔ کیونکہ جس نے اللہ تعالے کو پہچان لیا اُس کو آخرت کا حال بخوبی معلوم ہوگیا۔ اور جس نے اُس کو نہ پہچانا اُس کو نہ معلوم ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ یعنی اللہ کی معرفت کے مقام پر رجال ہیں اُن کو نکرہ اس وجہ سے ذکر کیا کہ اُن کی شان جلیل ہے اور اس وجہ سے کہ وہ غیروں کو معلوم نہیں ہیں اُن کو اُن کی پیشانیوں سے پہچانا جائیگا۔ کیونکہ اُنہوں نے اللہ تعالے کو پہچانا ہے۔ اور جس نے اللہ کو پہچانا اُسپر کوئی شئی مخفی نہیں رہتی۔ اور کثیب ایک مقام اعراف کے قریب ہے اور جنات النعیم سے اوپر ہے۔ پس جب اہل جنت کو اللہ کی زیادہ معرفت واقع ہوگی تو اُن کے درجات کثیب میں بلند ہوں گے۔ اور اہل کثیب اور اہل اعراف میں یہ فرق ہے کہ اہل کثیب دنیا سے اس بات سے پہلے کہ اللہ تعالے اُس میں اُنپر متجلی ہو نکلیں گے۔ پس جب آخرت کو جائیں گے تو اُنکا محل جنت میں ہوگا۔ اور اُنپر حق سبحانہ وتعالے اپنا فضل کریگا اور اُن کو کثیب کیطرف لیجائیگا۔ پس یہاں اُنپر تجلی کریگا اور ہر شخص پر بقدر اُس کے ایمان کے جو خدا کے ساتھ دنیا میں رکھتا تھا اور اُس کی معرفت کے ساتھ تھا تجلی فرمائیگا۔ اور اہل اعراف وہ قوم ہے جو دنیا سے نہ خارج ہوئے مگر ایسی حالت میں کہ اُنپر اللہ سبحانہ نے تجلی کی۔ اور اُس میں اُنہوں نے اُس کو پہچانا۔ اور جب وہ آخرت میں داخل ہوئے تو اُنکا محل خدا کے نزدیک ہوا۔ کیونکہ جو شخص ایک شہر میں داخل ہوا اور اُس میں اُسکا کوئی دوست پہچاننے والا ہے تو وہ اُسی کے پاس جائیگا بلکہ اس دوست پر یہ واجب ہے کہ سوائے اُس کے دوسرے کے پاس نہ اُترے۔ پس جب یہ امور مخلوق میں ہوتے رہتے ہیں تو خالق کیواسطے بطریق اولے چاہئے دیکھو اللہ تعالے فرماتا ہے ان سمر قوماھم عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ اور یہاں بہت

سے عجائب وغرائب ہیں کہ جن کا ہم پورے طور پر ذکر نہیں کرتے بلکہ وہ امور بوجہ اپنے دقیق اور باریک ہونے کے بغیر اشارہ کے سمجھ میں نہیں آتے ہیں اے اللہ میرے اگر جب اس کتاب کا دیکھنے والا اس مرتبہ تک پہنچ گیا ہو اور اُس نے ان امور عجیبہ کا معائنہ کر لیا ہو تب وہ اوسکے رمز سے سمجھ جائیگا۔ اور لغز سے پہچان جائیگا۔ اور ہماری غرض اس کتاب سے جاہل کا واقف کرنا مقصود ہے۔ اور جو شخص عالم ہے اُس کو ہمارے ان عجائبات کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے بجز اس کے کہ اُس کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ ہم بھی اسکا علم رکھتے ہیں۔ اور ہم کو اس امر کا بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ پس اب ہم باگ کو روکتے ہیں اور اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اُسی پر بھروسہ ہے ✤

باسٹھواں باب

ساتوں آسمانوں اور جو کچھ اُنکے اوپر ہے اُسکے بیان میں

اور ساتوں زمینوں اور جو کچھ اُن کے نیچے ہے اور ساتوں دریاؤں اور جو کچھ اُن میں عجائب و غرائب ہیں اور جتنی اقسام مخلوقات اُس میں رہتی ہیں ان سب چیزوں کا ذکر ہے

پس اب جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالے تجھ کو اپنے روح سے قوت دے کہ اللہ تعالے بالذات خلق کے پیدا کرنے سے پہلے تھا۔ اور تمام موجودات اُس میں مستہلک تھی۔ اور وجود کی کسی چیز میں اُسکا ظہور نہیں تھا اور وہ کنز مخفی تھا جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کی عماء کے ساتھ تعبیر کی ہے کہ جس کے اوپر ہوا ہے اور نیچے بھی ہوا ہے کیونکہ حقایق کی حقیقت اُس کے وجود میں اُن کو کسی نسبت کے ساتھ خصوصیت نہیں ہے نہ اعلے کے ساتھ اور نہ ادنے کے ساتھ اور وہ سفید یاقوت ہے جس کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حق سبحانہ وتعالے خلق کے پیدا کرنے سے پہلے سفید یاقوت میں تھا۔ پس جب حق سبحانہ وتعالے نے اس عالم کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو حقایق کی حقیقت کو دیکھا۔ اور اگر تو چاہے تو یوں کہہ کہ وہ سفید یاقوت کیطرف کہ جو کمال کے اعتبار سے وجود کی اصل ہے۔ پس وہ پگھل گیا اور پانی ہو گیا۔ اسی واسطے وجود میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جو خدا کے ظہور کے کمال کو اُٹھا سکے مگر وہی ذات تنہا ایسی ہے کیونکہ اُن حقایق کی حقیقت کہ جو اصل وجود ہیں